بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

النور انٹرنیشنل

نومبر 2016ء

صفر / ربیع الاول ۱۴۳۷ھ

عالمگیر مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، ختم نبوت کی داعی واحد جماعت، کا ترجمان

حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، نہ نیا نہ پُرانا

حضرت مرزا غلام احمدؒ کا دعویٰ مجدد صد چار دہم کا تھا، نبوت کا نہیں

مدیران

شاہد عزیز

مسز سمیرا احمد

فہرست مضامین

۱: اعلانات و خبریں

۲: کلامِ امام۔ (فرمودات حضرت مسیح موعودؑ) ۴

۳: ادارہ تعلیم القرآن کی رسمِ افتتاح

تقریر حضرت مولانا عبدالحق ودیارتھی ۵

۴: اللہ ہمارے ساتھ ہے شاہد عزیز ۸

یاد رکھیں کہ ہر ماہ چندہ دینا اور ہر روز جماعت کے کام کے لئے کچھ وقت قربان کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ اِن قربانیوں کے بغیر اللہ تعالیٰ کی نظر میں آپ احمدی نہیں ہوں گے۔

نشریات

وقت بمطابق برطانوی ٹائم

www.virtualmosque.co.uk پر

پروگرام و اوقات

جمعہ - انگریزی 13:00

درس - بعد از جمعہ انگریزی 13:30

ماہانہ اجلاس - انگریزی - ہر ماہ پہلی اتوار 15:00

عیدین - انگریزی 11:00

پنجاب ریڈیو

عیدین - پنجابی 13:00 سکائی چینل نمبر 130

سکائپ

تقاریر اور مباحثہ - ہر اتوار 09:00

سکائپ آئی ڈی Lahori-Ahmadi

عالمگیر (ذیلی مرکز)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

پتہ برائے خط و کتابت

15 Stanley Ave, Wembley, UK HA0 4JQ

www.virtualmosque.co.uk

ای میل: info@aaiil.uk

اعلانات و خبریں

مرکز

حضرت مسیح موعود نے سالانہ جلسہ کی بُنیاد ۱۸۹۱ء میں رکھی تھی ۔ اُس زمانے میں جلسہ ہر سال قادیان میں منعقد ہوتا تھا۔ یہ دُنیاوی جلسوں کی طرح نہیں تھا۔ جلسے کا مقصد لوگوں کو اسلام کی تعلیم دینا اور تبلیغ اسلام کے طریق پر غور کرنا تھا۔ اور توقع کی جاتی تھی کہ مہمانوں کو اگر کوئی تکلیف بھی برداشت کرنی پڑے تو جلسہ کے مقاصد کی خاطر خوشی سے تکلیف اُٹھائیں۔ ایک مرتبہ جب کچھ احباب نے انتظامی معاملات کے متعلق کچھ شکایت کی تو حضرت مرزا غلام احمد نے جلسہ ہی منسوخ کر دیا اور یہ کہہ کر سب کو گھر بھیج دیا کہ اگر آپ اسلام کی خاطر تین دن تکلیف نہیں برداشت کر سکتے تو آپ کا یہاں آنا بیکار ہے۔

جب جماعت قادیان نے حضرت مولانا محمد علیؒ کو جماعت سے اِس بنا پر خارج کر دیا کہ وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو نبی کہنے والوں اور کلمہ گو کو کافر کہنے والوں کے ہاتھ پر بیعت اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں تھے تو ۱۹۱۴ء میں حضرت مرزا غلام احمد کے مقرر کردہ ٹرسٹیوں کی اکثریت نے جماعت کا مرکز لاہور مُنتقل کر کے احمدیہ انجمن اشاعت کی بُنیاد رکھ کر نئے سرے سے کام شروع کیا لیکن اِن مشکل حالات میں بھی سالانہ جلسہ جاری رکھا۔ جلسہ احمدیہ بلڈنگز لاہور میں مُنعقد کیا جاتا تھا اور مہمان خانے کے علاوہ مسجد کے پڑوس میں جتنے ممبروں کے مکان تھے وہاں اور مسلم ہائی سکول میں مہمانوں کے ٹھہرانے کا اِنتظام کیا جاتا تھا۔ ہندوستان میں شاید ہی کوئی احمدی ہو جو جلسہ سالانہ میں شامل نہ ہوتا ہو۔

۱۹۱۴ میں پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی اور ۱۹۱۸ء میں اپنے انجام کو پہنچی۔ ساری دُنیا کے پروگرام منسوخ ہوئے لیکن جماعت احمدیہ لاہور کا جلسہ منسوخ نہ ہوا۔ ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی جو ۱۹۴۵ء تک جاری رہی۔ ہر چیز کی کمی ہوئی، ہر طرح کے جلسے اور پروگرام منسوخ ہوئے لیکن جماعت احمدیہ لاہور کا جلسہ منسوخ نہ ہوا۔ نہ ہی یہ جلسہ ۱۹۴۷ء، ۱۹۶۵ء، ۱۹۷۱ء، اور نہ ہی یہ جلسہ ۱۹۷۴ء میں منسوخ ہوا۔ جب پاکستان کی پارلیمنٹ نے ایک شرمناک فیصلہ میں کلمہ گو کافر قرار دے دیئے۔ ہمسایہ ممالک میں اتحادی فوجوں کی بمباری سے ڈر کر ہمارے وطن میں ہر طرح کے پروگرام منسوخ ہوئے لیکن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا جلسہ منسوخ نہ ہوا۔ صرف یہ ہی نہیں کہ جلسہ منسوخ نہ ہوا بلکہ ممبران نے کبھی بھی شمولیت میں کوتاہی نہ کی۔ گو قانونی تحفظات کی وجہ سے اِس کو دعائیہ کا نام دے دیا گیا۔

یہ دُعائیہ اِس سال بھی ہوگا اور پوری شان و شوکت سے ہوگا۔ لیکن اِس کی اصل شان آپ ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ آپ ہر طرح کی قربانی دے کر اِس میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔

جرمنی

اِس سال کا سب سے اہم پراجیکٹ برلن مسجد کی مرمت اور تزئین و آرائش ہے۔ یہ ایک چھ سال کا پراجیکٹ ہے جس کا پہلا سال بڑی کامیابی سے مکمل ہو چُکا ہے اور مسجد کی چھت کی مرمت مکمل ہو چکی ہے۔ مسجد کی مرمت کا دوسرا مرحلہ مارچ ۲۰۱۷ء میں شروع ہونا تھا لیکن کچھ کام جو اگلے سال کرنا تھا وہ دسمبر سے مارچ تک کیا جائے گا اور مسجد کے دروازے اور کھڑکیاں مرمت کی جائیں گی۔ اِس پراجیکٹ کا دوسرا مرحلہ جو اگلے سال شروع ہوگا وہ غالباً سب سے مہنگا مرحلہ ہوگا۔ اِس پر جماعت نے پانچ لاکھ یورو خرچ کرنے ہیں۔

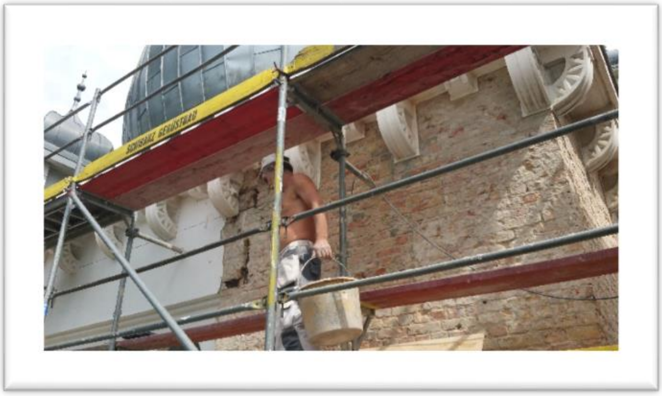

ہر ممبر سے درخواست ہے کہ ہر طرح کی قربانی دے کر اِس نیک کام میں حصہ لیں۔ ہمارے بزرگوں نے اِس مسجد کی تعمیر کے لئے عظیم الشان قربانیاں دیں۔ جماعت ۱۹۱۴ء میں قائم ہوئی اور برلِن مسجد کی تعمیر ۱۹۲۲ء میں مکمل ہوئی۔ ذرا سوچیں کہ پہلی جنگ کے فوراً بعد برلن میں مسجد کی تعمیر کے لئے ہمارے بزرگوں نے کیا کیا قربانی دی ہوں گی۔ خواتین نے اپنے زیور، لڑکیوں نے اپنے جہیز کے لئے والدین کی جمع شدہ پونجی، بچوں نے سارا سال کا جمع شدہ جیب خرچ سب کا سب اِس مسجد کی تعمیر کے لئے قربان کر دیا۔ حضرت مرزا غلام احمد نے جو روح ہمارے بزرگوں میں پھونکی تھی کیا وہ ہمارے دِلوں میں بھی ہے؟ جب اگلے جہاں میں ہم اپنے بزرگوں کو ملیں گے تو کیا ہم اُن سے آنکھ مِلا کر بات کر سکیں گے؟ جب وہ ہمیں پوچھیں گے کہ تم نے ہماری میراث کا کیا کیا تو ہم کیا جواب دیں گے؟ کیا ہم یہ کہیں گے کہ تمہارے جسم کے ساتھ ہم نے اپنی روایات اور میراث کو بھی دفن کر دیا یا ہم سر اُٹھا کر یہ کہیں گے کہ ہم نے تمہاری قربانیوں کی لاج رکھی اور قربانیوں کی ایک نئی تاریخ لکھی جس پر آنے والی نسلیں اُسی طرح فخر کریں گی جس طرح آج ہم تمہاری قربانیوں پر فخر کرتے ہیں۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

انگلستان

شاہد عزیز اور ڈاکٹر زاہد عزیز صاحب سرینام اور گیانا کے کامیاب دورے سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ سرینام میں اہل سنت والجماعت نے حکومت سرینام سے درخواست کی ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کی مسجد واقع پاراماریبو کو سرکاری تحویل میں لے لیا جائے۔ وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ یہ مسجد سرینام کا نشان بن چکی ہے اس لئے یہ کسی ایک فرقہ کی مسجد نہیں کہی جا سکتی اور اِس لئے ایک فرقہ کی ملکیت نہیں ہونی چاہیے! فی الحال حکومت نے یہ تجویز رَد کر دی ہے۔ ہم اِنہیں بھائی بھائی کہتے نہیں تھکتے اور یہ ہیں ہمارے بھائیوں کے عزائم۔ عزیزو اپنی آنکھیں کھولو پیشتر اِس کے کہ یہ 'بھائی' تمہارا گلا کاٹ دیں۔

دارالسلام (ویمبلے) کی مرمتوں، تزئین و آرائش کا کام جاری ہے۔ اگلے مرحلے میں دونوں باورچی خانوں کی نئی چھت ڈالنا، پچھلے حصہ میں ٹائیلوں کی مرمت اور صفائی، تمام جگہوں پر نئے قالین اور نیا آڈیو وڈیو سسٹم لگائے جائیں گے۔ کوشش ہے کہ جلسہ انگلستان تک یہ کام مکمل ہو جائے۔

شاہد عزیز، صدر جماعت احمدیہ، دسمبر کے شروع میں بھارت کے دورہ پر روانہ ہو جائیں گے۔ وہ کوشش کریں گے کہ ممکنہ حد تک زیادہ سے زیادہ جماعتوں اور ممبران سے مُلاقات کریں۔ محترم شوکت علی صاحب جو مشرقی ممالک میں مرکز کے نمائندہ ہیں وہ شاہد صاحب کی مدد کے لئے اور دورہ کو کامیاب بنانے کے لئے آسٹریلیا سے روانہ ہو چکے ہیں۔ وہ پہلے ہندوستان پہنچ کر انتظامات کا جائزہ لیں گے تا کہ دورہ ہر ممکنہ حد تک کامیاب ہو اور جماعت ہندوستان اور جموں و کشمیر اور زیادہ تندہی سے تبلیغ اسلام اور جماعت کی توسیع و استحکام کے لئے کام کریں۔

ممبران کو علم ہے کہ کچھ عرصہ سے جماعت بڑی تندہی سے میڈیا اور پارلیمنٹ سے رابطے بڑھانے میں مشغول ہے۔ پچھلے سال پارلیمنٹ نے دہشت گردی اور شریعی عدالتوں سے متعلق تحقیقات کا اعلان کیا اور جماعت کو بھی اِن معاملات پر خیالات کے اظہار کی دعوت دی۔ اِس کے علاوہ جب حکومت نے اعلان کیا کہ امیگریشن اور اسائلم کی عدالت میں اپیل کی درخواستوں کی فیس ۵۰۰ فی صد بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے تو جماعت نے اِس پر بھی احتجاج کیا۔ لیکن حکومت میں کوئی شنوائی نہ ہوئی اور ۱۰ اکتوبر کو حکومت نے فیسیں بڑھا دیں۔ لیکن جو وکیل اور بیرسٹر اور دوسرے ادارے جو اِس کام میں ماہر ہیں اُنہوں نے اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ اور جب جسٹس کمیٹی نے صدر جماعت اور دیگر افراد کو سوال پوچھنے کی دعوت دی تو

جماعت نے دو سوال اُٹھائے۔ ایک یہ تھا کہ ویزے کی درخواستیں رَد کرنے کے خلاف اپیل کے حقوق واپس لینا زیادتی اور غیر منصفانہ ہے۔ کمیٹی کے چیرمین نے بذریعہ ای میل جماعت کو دعوت دی ہے کہ وہ اِس سلسلے میں مزید معلومات دیں تا کہ یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ کیا اِس مسئلے پر پوری تحقیقات کے بعد حکومت کو تبدیلیوں کے لئے رپورٹ پیش کی جائے۔ اور دوسرا سوال اپیل کی فیسوں میں اضافے سے متعلق تھا۔ ممبران کو سُن کر خوشی ہو گی کہ حکومت نے غیر متوقع طور پر امیگریشن اور اسائلم ٹربونل میں اپیل کرنے کی فیس کا فیصلہ لے لیا ہے اور جو لوگ نئی فیسیں ادا کر چکے تھے اُنہیں اضافی چارجز واپس کر دئے جائیں گے۔

ممبران کو یہ سُن کر خوشی ہو گی کہ جماعت احمدیہ لاہور (شاخ برطانیہ) کی کوششوں سے حضرت مسیح موعود کی تمام کُتب کو کمپیوٹر سوفٹ وئیر اِن پیج استعمال کر کے کمپیوٹرائز کر دیا گیا ہے۔ اب اِن کی پروف ریڈنگ کا کام مرکز کے ذریعے ہو رہا ہے۔ یہ کام برطانیہ شاخ کروا رہی تھی لیکن جب شاخ ہندوستان کو علم ہوا تو اُنہوں نے بڑی خوشدلی سے اِس مُبارک کام میں حصہ لینے کی پیشکش کی اور کوئی ایک چوتھائی کام اُنہوں نے سرانجام دیا۔ اِس وقت تک جماعت سلسلہ کی کئی بڑی بڑی کُتب کو کمپیوٹر میں ڈال دی گئی ہیں۔ اِس میں بیان القرآن، فضل الباری اور مجددِ اعظم شامل ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک چھوٹی سی جماعت نے کتنے بڑے بڑے کام سرانجام دیئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی کتابوں کو کمپیوٹرائز کرنے میں ایک دہائی لگ گئی لیکن آپ اِس کام میں لگے رہے اور جگ ہنسائی کی پرواہ نہ کی۔ اِس لئے کہ ہمارا مقصد دُنیا سے تعریف کروانا نہیں تھا۔ ہمارا مقصد اپنے مولا کو خوش کرنا تھا۔ سو اُس نے ہمیں ہماری منزل تک پہنچا دیا۔

سو عزیزو دُنیا کی خوشنودی کے سرٹیفکیٹ لینے بھول جاؤ اور اللہ اور اُس کے رسول کی خوشنودی کے سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی جستجو کرو۔ اگر ساری دُنیا تم سے خوش ہے اور تمہارا خدا خوش نہیں تو تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگر ساری دُنیا تم سے ناراض ہے اور تمہیں دھتکارتی ہے لیکن تمہارا مولا تم سے خوش ہے تو ساری دُنیا کی دشمنی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

کلامِ امام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین

اے ہمارے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

جب سے خدا نے مجھے مسیح موعود اور مہدی معہود[1] کا خطاب دیا ہے میری نسبت جوش اور غضب ان لوگوں کا جو اپنے تئیں مسلمان قرار دیتے ہیں اور مجھے کافر کہتے ہیں انتہا تک پہنچ گیا ہے پہلے میں نے صاف صاف ادلّہ کتاب اللہ اور حدیث سے اپنے دعوے کو ثابت کیا مگر قوم نے دانستہ ان دلائل سے منہ پھیر لیا اور پھر میرے خدا نے بہت سے آسمانی نشان میری تائید میں دکھلائے مگر قوم نے ان سے بھی کچھ فائدہ نہ اٹھایا اور پھر ان میں سے کئی لوگ مباہلہ کیلئے اٹھے اور بعض نے علاوہ مباہلہ کے الہام کا دعوےٰ کر کے یہ پیشگوئی کی کہ فلاں سال یا کچھ مدت تک ان کی زندگی میں ہی یہ عاجز ہلاک ہو جائے گا مگر آخر کار وہ میری زندگی میں خود ہلاک ہو گئے مگر نہایت افسوس ہے کہ قوم کی پھر بھی آنکھ نہ کھلی اور انہوں نے یہ خیال نہ کیا کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ہر ایک پہلو سے وہ مغلوب نہ ہوتے۔ قرآن شریف ان کو جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ معراج کی حدیث اور حدیث امامکم منکم ان کو جھوٹا ٹھہراتی ہے۔ مباہلوں کا انجام ان کو جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ پھر ان کے ہاتھ میں کیا ہے جو خدا کے اس فرستادہ کی دلیری سے تکذیب کر رہے ہیں جو تقریباً چھبیس برس سے ان کو حق اور راستی کی طرف بلا رہا ہے کیا اب تک انہوں نے آیۃ کریمہ یصبکم بعض الذین یعدکم (المومن:۲۹) کا مزہ نہیں چکھا۔ کہاں ہے مولوی غلام دستگیر جس نے اپنی کتاب فیض رحمانی میں میری ہلاکت کے لئے

[1] بعض کم سمجھ لوگ جو کتاب اللہ اور حدیث نبوی میں تدبر نہیں کرتے وہ میرے مہدی ہونے کو سُن کر یہ کہا کرتے ہیں کہ مہدی موعود تو سادات میں سے ہو گا۔ سو یاد رہے کہ اس قدر جوش مُخالفت کے اُن کو حدیثِ نبویہ پر بھی عبور نہیں۔ مہدی کی نسبت احادیث میں چار قول ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ مہدی سادات میں سے ہو گا۔ (۲) دوسرے یہ کہ قریش میں سے سادات ہوں یا نہ ہوں۔ (۳) تیسرے یہ حدیث ہے کہ رجل من امتی یعنی مہدی میری امت میں سے ایک مرد ہے خواہ کوئی ہو۔ (۴) چوتھے یہ حدیث ہے کہ لا مہدی الا عیسیٰ۔ یعنی بجز عیسیٰ کے اور کوئی مہدی نہیں ہو گا وہی مہدی ہے جو عیسیٰ کے نام پر آئے گا۔ اِسی آخری قول کے مقصدق وہ اقوال محدثین ہیں جن میں یہ بیان ہے کہ مہدی کے بارے میں جس قدر احادیث ہیں بجز حدیث عیسیٰ مہدی کے کوئی اِن حدیثوں میں سے جرح سے خالی نہیں۔ مگر عیسیٰ کا مہدی ہونا بلکہ سب سے بڑا مہدی ہونا تمام اہل حدیث اور ائمہ اربعہ کے نزدیک بغیر کسی نزاع کے مسلم ہے۔ پس میں وہی مہدی ہوں جو عیسیٰ بھی کہلاتا ہے اور اِس مہدی کے لئے شرط نہیں کہ حسنی یا حسینی یا ہاشمی ہو۔ منہ

بددعا کی تھی اور مجھے مقابل پر رکھ کر جھوٹے کی موت چاہی تھی؟ کہاں ہے مولوی چراغدین جموں والا جس نے الہام کے دعوے سے میری موت کی خبر دی تھی اور مجھ سے مباہلہ کیا تھا۔ کہاں ہے فقیر مرزا جو اپنے مریدوں کی ایک بڑی جماعت رکھتا تھا جس نے بڑے زور شور سے میری موت زندگی میں ہلاک ہوجائے گا۔ لیکن جب رمضان آیا تو پھر آپ ہی طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ کہاں ہے سعد اللہ لدھیانوی؟ جس نے مجھ سے مباہلہ کیا تھا اور میری موت کی خبر دی تھی آخر میری زندگی میں ہی طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ کہاں ہے مولوی محی الدین لکھوکے والا؟ جس نے مجھے فرعون قرار دیکر اپنی زندگی میں ہی میری موت کی خبر دی تھی اور میری تباہی کی نسبت کئی اور الہام شائع کئے تھے آخر وہ بھی میری زندگی میں ہی دنیا سے گذر گیا۔ کہاں ہے بابو الٰہی بخش صاحب مؤلف ''عصائے موسیٰ'' اکاؤنٹنٹ لاہور؟ جس نے اپنے تئیں موسیٰ قرار دیکر مجھے فرعون قرار دیا تھا اور میری نسبت اپنی زندگی میں ہی طاعون سے ہلاک ہونے کی پیشگوئی کی تھی اور میری تباہی کی نسبت اور بھی بہت سی پیشگوئیاں کی تھیں آخر وہ بھی میری زندگی میں ہی اپنی کتاب عصائے موسیٰ پر جھوٹ اور افترا کا داغ لگا کر طاعون کی موت سے بصد حسرت مرا۔ اور ان تمام لوگوں نے چاہا کہ میں اس آیت کا مصداق ہوجاؤں کہ ان یک کاذباً فعلیہ کذبہ (المومن:۲۹) کیا ان تمام دلائل سے خدا تعالیٰ کی حجت پوری نہیں ہوئی۔ مگر ضرور تھا کہ مخالف لوگ انکار سے پیش آتے کیونکہ پہلے سے یعنی آج سے چھبیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا کی یہ پیشگوئی موجود ہے دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔ سو ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدا اپنے حملوں کو نہیں روکے گا اور نہ بس کرے گا جب تک کہ دنیا پر میری سچائی ظاہر نہ ہوجائے۔

لیکن آج ۱۵؍ مئی ۱۹۰۸ء کو میرے دل میں ایک خیال آیا ہے کہ ایک اور طریق فیصلہ کا ہے شاید کوئی خدا ترس اس سے فائدہ اٹھاوے اور انکار کے خطرناک گرداب سے نکل آوے اور وہ طریق یہ ہے کہ میرے مخالف منکروں میں سے جو شخص اشد مخالف ہو اور مجھ کو کافر اور کذاب سمجھتا ہو وہ* کم سے کم دس نامی مولوی صاحبوں یا دس نامی رئیسوں کی طرف سے منتخب ہوکر اس طور سے مجھ سے مقابلہ کرے جو دو سخت بیماروں پر ہم دونوں اپنے صدق و کذب کی آزمائش کریں یعنی اس طرح پر کہ دو خطرناک بیمار لیکر جو جدا جدا بیماری کی قسم میں مبتلا ہوں قرعہ اندازی کے ذریعہ سے دونوں بیماروں کو اپنی اپنی دعا کیلئے تقسیم کرلیں۔ پھر جس فریق کا بیمار بکلی اچھا ہو جاوے یا دوسرے بیمار کے مقابل پر اس کی عمر زیادہ کی جائے وہی فریق سچا سمجھا جاوے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی اختیار میں ہے اور میں پہلے سے اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کرکے یہ خبر دیتا ہوں کہ جو بیمار میرے حصہ میں آوے گا یا تو خدا اسے بکلی صحت دے گا اور یا بہ نسبت دوسرے بیمار کے اس کی عمر بڑھا دے گا اور یہی امر میری سچائی کا گواہ ہوگا۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر یہ سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ لیکن یہ شرط ہوگی کہ فریق مخالف جو میرے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ خود اور ایسا ہی دس اور مولوی یا دس رئیس جو اس کے ہم عقیدہ ہوں یہ شائع کردیں کہ درحالت میرے غلبہ کے وہ میرے پر ایمان لائیں گے او رمیری جماعت میں داخل ہوں گے اور یہ اقرار تین نامی اخباروں میں شائع کرانا ہوگا۔ ایسا ہی میری طرف سے بھی یہی شرائط ہوں گی۔۔۔۔ اس قسم کے مقابلہ سے فائدہ یہ ہوگا کہ کسی خطرناک بیمار کی جو اپنی زندگی سے ناامید ہوچکا ہے خدا تعالیٰ جان بچائے گا اور احیاء موتےٰ کے رنگ میں ایک نشان ظاہر کرے گا اور دوسرے یہ کہ اس طور سے یہ جھگڑا بڑے آرام اور سہولت سے فیصلہ ہوجائے گا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

المشتہر میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ۱۵؍ مئی ۱۹۰۸ء

رسم افتتاح ادارہ تعلیم القرآن

تقریر حضرت مولانا عبدالحق ودیار تھی رحؒ

پرنسپل ادارہ تعلیم القرآن

حضرات! بعض واقعات انسانی زندگی میں ایسے آجاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر انسان کا کامل اور پختہ ایمان تازہ کردیتے ہیں۔ 1918ء کی بات ہے جب پنجاب بھر میں انفلوئنزا بکثرت اور مہلک رنگ میں پھیل رہا تھا۔ لاہور شہر کی یہ حالت تھی کہ چاروں طرف سے گھروں سے رونے اور ماتم کی آوازیں آرہی تھیں۔ میں بھی اس میں مبتلا ہوگیا اور میری اہلیہ بھی اس کی لپیٹ میں آگئی۔ دونوں کی بیماری کی علامات ایک جیسی تھیں۔ وہ غریب تو ایک ہفتہ کے اندر وفات پاگئی اور میں اس بیماری میں لٹک گیا۔ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم باقی دوستوں کے مشورے سے مجھے اپنی بیٹھک پر لے گئے۔ ہماری جماعت کے چھ ڈاکٹر آپس کے صلاح

مشورہ سے میرا علاج کرتے رہے مگر بیماری دن بدن زور پکڑتی گئی۔ جب ایک ماہ اس پر گزر گیا تو ایک دن میری زندگی میں ایسا بھی آیا کہ میں زندگی سے مایوس ہوگیا۔ اس وقت میرے دل سے ایک دعا نکلی، اے اللہ میں نے سنسکرت زبان سیکھنے پر بہت محنت کی ہے اور اس لیے کی ہے کہ تیرے دین کی خدمت کرسکوں۔ مرنا ضرور ہے، تو نے جان دی ہے ایک نہ ایک دن لے بھی لے گا مگر مجھے حسرت یہ ہے کہ مجھے موقعہ نہیں ملا۔ تو مجھے اتنی توفیق دے کہ میں تیرے دین کی خدمت کرسکوں اور اپنے بعد بھی کسی کو یہ کام کرتا ہوا دیکھ سکوں۔ میری آنکھوں میں آنسو تھے اور دل میں اضطرار۔ اس کے بعد ایک زور کی آواز نے مجھے پانچ چیزیں بتائیں۔ میں نے اس آواز کو جاگتے ہوئے اس طرح سنا جس طرح آپ میری آواز سن رہے ہیں۔ آواز یہ تھی خوب کلاں، اسپغول، شربت بزوری، عرق کیوڑہ اور بید مشک۔ یہ آواز سنتے ہی میں نے ڈاکٹر صاحبان کی دوائی سڑک پر گرادی اور یہ پانچ چیزیں استعمال کیں۔ اس کی پہلی خوراک سے بخار کا زور ٹوٹ گیا اور وہ اپنا وقت بھی چھوڑ گیا۔ دوسرے دن میں نے اس دوا کی صرف دو خوراک استعمال کیں اور میں ایسا محسوس کرنے لگا کہ میں بیمار ہوا ہی نہیں تھا۔ اسی طرح کے واقعات میری زندگی میں کئی دفعہ آئے ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

میرے مکاشفہ کی عملی تعبیر

اس وقت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ توفیق دی کہ میں نے برصغیر ہندوستان میں آریہ سماج کے ساتھ پنجاب و ہندوستان میں جگہ جگہ مباحثات کیئے اور ان کے بڑے سے بڑے پنڈت کو شکست دی۔ اس سے پیشتر مسلمانوں کا بڑے سے بڑا مولوی آریہ مناظرین کے بالمقابل بحث سے گھبراتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے علماء میں سنسکرت کا عالم کوئی نہ تھا۔ میرے مناظروں سے شکست کھا کر آریہ پرتی نذہبی سبھا پنجاب نے اپنی سماجوں میں یہ سرکلر جاری کیا کہ عبدالحق کے ساتھ کسی جگہ مناظرہ نہ کیا جائے۔ ایک دفعہ میں علی پور ضلع مظفر گڑھ جارہا تھا، پنڈت رام چندر دہلوی بھی اسی گاڑی میں تھا مگر گاڑی میں ہمیں ایک دوسرے کو دیکھنے کا موقعہ نہ ملا۔ مظفر گڑھ اتر کر میں علی پور جانے والی بس پر سوار ہوا، پنڈت مذکورہ ہاتھ میں بیگ لیے اسی بس میں سوار ہونے کے لے آیا۔ مجھے دیکھ کر حیران ہوا اور کہا کہ آپ کہاں جارہے ہیں؟ میں نے کہاں جہاں آپ جارہے ہیں، وہاں ہی میں جارہا ہوں۔ تو گھبرا کر کہا کیا وہاں مناظرہ مقرر ہو چکا ہے؟ میں نے جواب دیا اگر نہیں ہوا تو بھی ہو جائے گا۔ کہنے لگا میں آپ سے مناظرہ نہیں کروں گا۔ میں نے کہا یہ آپ وہاں جاکر کہیں۔ چنانچہ اس نے دوسرے دن آریہ سماج کے بھرے پنڈال میں کھڑے ہوکر اعلان کیا کہ میں مولوی صاحب سے مناظرہ نہیں کروں گا۔ وجہ یہ بتلائی کہ ایک موٹا تازہ مناظر کھڑا ہوکر لیکچر دیتا ہے اور اس کے بالمقابل ایک دبلا پتلا انسان کھڑا ہوجاتا ہے جس کی بات سن کر موٹا گرانڈیل مقرر کانپنے لگتا ہے۔ رعب جسم کا علم کے رعب کے سامنے کھڑا نہیں رہ سکتا۔ میں اس جلسہ میں اعلان کرتا ہوں کہ مولوی صاحب سے بحث نہیں کروں گا۔ یہ شخص آریوں میں چوٹی کا مناظر تھا اور قرآن مجید نہایت خوش آوازی سے پڑھتا تھا۔

راولپنڈی کی آریہ سماج کا صدر ایک قابل وکیل تھا۔ اس نے میرے چند ایک مناظرے سنے تو مجھے جہاں دیکھتا ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوجاتا۔ کسی نے کہا یہ تو آریوں کا دشمن ہے، آپ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس نے جواب دیا یہ اس قدر قابل انسان ہے کہ اگر یہ وکیل ہوتا تو ہزار ہا روپیہ روزانہ کماتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آریہ سماج کا میں نے خوب مقابلہ کیا۔[2]

مشہور مسیحی پادری سے مڈھ بھیڑ عیسائی پادریوں احمد مسیح دہلوی، پادری سلطان پال اور پادری عبدالحق سے مقابلہ ہوا۔ اس پر بھی ایک لطیفہ سنئے کہ ایک مرتبہ پادری عبدالحق سرگودھا میں لیکچر دینے گیا۔ لوگوں نے مولوی ثناء اللہ امرتسری اور مجھے بھی ساتھ بحث کی دعوت دی۔ میں نے سرگودھا پہنچ کر پادری کو مناظرہ کے لیے رقعہ لکھ بھیجا جس کا جواب دینے کی بجائے پادری صاحب اندر جاکر سو گئے اور دو گھنٹے کے بعد باہر نکلے تو قاصد نے جواب طلب کیا۔ پادری صاحب نے کہا میں اس رقعہ کا جواب اپنی تقریر میں دوں گا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ اور میں مسلمانوں کے ساتھ لیکچر گاہ میں پہنچے۔ دوران لیکچر میں نے وقت مانگا تو کہا کہ میں آپ سے مناظرہ نہیں کروں گا۔ جب وجہ پوچھی تو گھبرا کر کہا اچھا ایک شرط پر کرتا ہوں کہ کوئی منصف مقرر کیا جائے جو میری اور آپ کی بحث پر فیصلہ دے۔ میں نے کہا کیا اتنی پبلک فیصلہ کرنے کے لیے کافی نہیں کہ ہم ایک شخص کے فیصلہ کے پابند ہوجائیں۔ اس نے کہا نہیں منصف ضرور ہونا چاہیے۔ اتنے میں اس نے ایک

[2] حال ہی میں میرے اور ڈاکٹر زاہد عزیز صاحب کے دورہ سرینام اور گیانا کے دوران وہاں جماعت کے ممبران نے بھی ہمیں اِسی طرح کے واقعات سُنائے۔ حضرت مولاناؒ کے سامنے ایک پنڈت صاحب نے وید کا کوئی شلوک یا منتر پڑھا۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ پنڈت جی آپ نے یہ غلط پڑھا ہے۔ اور اِس کے بعد پنڈت صاحب کی اصلاح کی۔ یہ سُن کر وہ پنڈت صاحب سب کے سامنے ہاتھ جوڑ کر حضرت مولاناؒ کے سامنے کھڑے ہوگئے اور کہا کہ آپ بڑے مہان ہیں میں آپ کے ساتھ بحث نہیں کروں گا۔ شاہد عزیز

ہندو بیرسٹر کی طرف اشارہ کیا کہ یہ منصف ہوں گے۔ (وہ بیرسٹر عیسائیوں کے جلسہ کا پریذیڈنٹ بنا بیٹھا تھا)۔ ابھی میں کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ بیرسٹر صاحب خود ہی کھڑے ہوگئے اور کہا کہ میں منصف نہیں ہو سکتا۔ کل پادری صاحب نے ایک گھنٹہ تقریر کی میری سمجھ میں تو خاک نہیں آیا کہ انہوں نے کیا کہا؟ پادری صاحب پھر کھڑے ہوئے اور کہا کہ کچھ بھی ہو میں آپ سے بحث نہیں کروں گا۔ اتنے میں مولوی ثناء اللہ کھڑے ہوگئے اور کہا کہ میرے ساتھ مناظرہ کرو گے؟ پادری صاحب نے فوراً جواب دیا آپ کے ساتھ ضرور کروں گا۔ اب ثناء اللہ کو پیچھا چھڑانا مشکل معلوم ہوا تو کہا کہ دیکھئے پادری صاحب ہمارا اور آپ کا فرق تو بالکل تھوڑا سا ہے۔ ہم بھی مسیح کو بے باپ پیدا شدہ مانتے ہیں۔ آپ بھی، مردے زندہ کرنے، پرندے بنانے، مادر زاد اندھوں کو بینائی دینے، غیب کی خبریں بتانے، آسمان پر زندہ چڑھ جانے، بے گناہ ہونے آسمان پر زندہ موجود ہونے اور دنیا پر دوبارہ نازل ہونے کے ہم بھی قائل ہیں اور آپ بھی۔ میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس کے ساتھ ہمارا اور آپ کا بہت اختلاف ہے۔ پہلے ہم دونوں مل کر اس سے مناظرہ کریں گے، بعد میں ہم اپنا ذرا سا اختلاف نکال لیں گے۔ یہ سن کر پادری صاحب نے کیا خوب فی البدیہہ جواب دیا کہ مولوی صاحب وہ ذرا سا اختلاف پہلے کیوں نہ نکال لیا جائے اور پھر ایک ہو کر اس کا مقابلہ کریں، جس پر ثناء اللہ ہنس کر بیٹھ گئے۔

میرا تیسرا کام اچھوتوں میں تبلیغ تھا۔ یہ تو میں صحیح طور پر نہیں بتا سکتا کہ کتنے ہزار اچھوتوں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا لیکن یہاں پنجاب میں بازیگروں کی ایک قوم ہے جس کی آبادی کئی ہزار پر مشتمل ہے، شالامار باغ کے قریب محمود بوٹی ایک گاؤں کے باہر بازی گروں کا ڈیرہ اترا ہوا تھا، اس میں ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی اور ۵۰۰ مرد اور عورتوں کو کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا جس کے اثر سے پنجاب کے تمام بازیگر جہاں جہاں ان کے رشتہ دار تھے سب کے سب مسلمان ہوگئے۔ تقسیم پاک و ہند سے پہلے پشاور سے لے کر کشمیر، مدراس، نیپال اور بنگال تک مجھے تقاریر اور مناظرے کرنے کا موقع ملا۔

تقسیم کے بعد جب شکار یہاں سے بھاگ گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے پاکستان سے دنیا کے تین چکر لگانے کی توفیق بخشی۔ لنڈن، نیویارک، واشنگٹن، سان فرانسسکو، فیجی، ٹرینیڈاڈ، برما، تھائی لینڈ، فلاڈلفیا اور جنوبی امریکہ میں برٹش گیانا، ڈچ گیانا سب جگہ میرے لیکچر ہوئے، تبادلہ خیالات ہوا۔ کئی ایک افریقنوں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے افضال ہیں اما بنعمۃ ربک فحدث کے طور پر میں نے ذکر کیا ہے۔

یہ ادارہ تعلیم القرآن دراصل میرے اس مکاشفہ کا ایک حصہ یا میری دعا کا دوسرا جزو ہے جسے بعد میں مَیں نے حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد اپنے خواب میں دیکھا تھا اور مجھے امید ہے کہ یہ حصہء تمنا بھی کہ میں اپنی وفات سے پہلے اپنی جگہ کسی کو کام کرتا ہوا دیکھ لوں، پورا ہو کر رہے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ انجمن کے ذرائع آمد کے موافق یہاں ہم نے ایک درجن طالب علم سر دست داخل کیے ہیں، آئندہ سال انشاء اللہ تعالیٰ دو جماعتیں ہو جائیں گی۔ ہمارا اور طلباء کا تعلق برادرانہ اور دوستانہ ہے اور یہی طریقِ تبلیغ بہتر ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تبلیغ کرو۔ عرض کیا رب ارنی کیف تحی الموتی تو ہی سکھا یہ مردے کیونکر زندہ ہوں گے؟ فرمایا: فخذ اربعۃ من الطیر الخ۔ چار پرندے لو اور ان کو اپنے ساتھ ہلالو، محبت ڈال لو۔ جب تو چار پہاڑوں پر سے بھی ان کو بلائے گا یہ دوڑتے ہوئے تیرے پاس آئیں گے۔

یہ ہے طریق تبلیغ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو سکھایا۔ ان طلباء کو -/75 روپے ماہوار وظیفہ انجمن دیتی ہے۔ اسی ادارہ میں یہ اقامت پذیر ہیں، قرآن مجید اور غیر مذاہب کے متعلق میں ان کو تعلیم دیتا ہوں۔ مولانا شیر محمد صاحب انہیں عربی صرف و نحو اور حضرت صاحب کی کتب اور عربی زبان سکھاتے ہیں۔ طالب علموں کے علاوہ دو مولوی صاحب درسِ نظامی کے فارغ التحصیل ہیں۔ وہ بھی قرآن مجید کے درس میں حصہ لیتے ہیں۔ غیر مذاہب کے متعلق ان کے معلومات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ ایک بیج ہے جو اس ادارہ تعلیم القرآن کی سرزمین میں بویا گیا ہے اور یہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا بہت بڑا شاہکار ہے جو اسی سال رونما ہوا ہے، اس کی تعمیر میں میاں عبد الرحمن صاحب اور کرنل سید بشیر حسین صاحب نے نمایاں حصہ لیا ہے۔ اس ادارہ کا مجھے پرنسپل مقرر کیا گیا ہے۔ مگر میں اپنے آپ کو ان طلباء کا بھائی سمجھتا ہوں، یہاں کوئی افسری ماتحتی نہیں۔ میں ان کو قرآن مجید پڑھاتا ہوں مگر ان کے سوالات سے جس کی ان کو کھلی اجازت ہے۔ ان سے قرآن پڑھتا بھی ہوں۔ گویا ہم سب مل کر قرآن مجید زیادہ سے زیادہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور غیر مذاہب کے متعلق ان کے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے۔

آمین۔

اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

شاہد عزیز

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ لوگ اُنہیں مسیح و مہدی تسلیم کریں یا نہ کریں ایک وقت آئے گا کہ وہ اُن کی تعلیمات کو قبول کریں گے۔ ہم وہ خوش قسمت نسل ہیں جن کی آنکھوں کے سامنے یہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ انگلستان ہو یا امریکہ اب مغرب میں ہر ایک جہاد کے وہی معنی کرتا ہے جو حضرت مسیح موعود نے کئے تھے۔ جماعت اسلامی اور اخوان المسلمین یہ معنی سُن کر حضرت مسیح موعودؑ کو انگریزوں کا ایجنٹ اور کافر اور کیا کیا نہ کہتے تھے۔ آج اُن کے نمائندے مغرب کے پارلیمانوں میں اسلام کی وہ تصویر و تعبیر پیش کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیش کی اور اپنی کتابوں اور تعلیم کو چھُپاتے ہیں۔ تو کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے یعنی اللہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ ہے۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم آگے بڑھ کر فخر سے اِن حضرات کو چیلنج کریں اور پوچھیں کہ تعلیم و فہمِ اسلام جو آپ پیش کر رہے ہیں یہ تو مرزا غلام احمد کا ہے اور یہی باتیں کہنے پر آپ کی زبانیں اُنہیں کافر کہتے نہ تھکتی تھیں تو اَب آپ یہی کفر مغربی پارلیمانوں کے سامنے کیوں پیش کرتے ہیں۔ آپ اپنی تعلیم پیش کریں۔ ووکنگ مسجد والوں سے پوچھیں کہ آپ تو کہتے تھے کہ جہاد کو جہد وجہد کہنا کفر ہے اور جہاد کا مطلب تلوار لے کر غیر مسلموں کے گلے کاٹنا ہے لیکن آپ تو برطانوی فوج کے اُن دستوں کو ڈنر سے نوازتے رہے جو افغانستان اور عراق میں مسلمانوں کو جان سے مار کر واپس آئے تھے۔

آپ اُنہیں پوچھیں کہ سعودیوں کے مطابق تو عورت ووٹ نہیں دے سکتی، گاڑی نہیں چلا سکتی، اکیلی باہر نہیں جا سکتی۔ تو آپ کی عورتیں یہ کیوں کرتی ہیں۔ کہ کیا آپ کا اسلام صرف سعودیوں کی اُن باتوں پر عمل کرنا ہے جو آپ سے مطابقت رکھتی ہیں!! یاد رکھیں کہ دُنیا حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کی طرف آ رہی ہے۔ ہم نے اِس بات کی تشہیر کی یا نہ کی یہ تعلیمات خدا کے مسیح و مہدی کی تھیں دُنیا، مسلمان اور کیا غیر مسلم، یہ تعلیمات قبول کریں گے۔ اگر ہم سینہ تان کر سر فخر سے اُٹھا کر یہ نہیں بتائیں گے کہ یہ تجدید کس نے کی تو نقصان میں ہم رہیں گے۔ خدا ہمیں اِس سے محفوظ رکھے۔ آمین

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ
اور
عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

1. اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان
2. آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ: ”اِس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا“، ”جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“ ”میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی۔“
3. قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں، نہ قیامت تک منسوخ ہو گا۔
4. بمطابق فرمان نبوی حضرت ﷺ کے بعد مجددین آئیں گے۔ اِس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونو انبیاء
5. ہم تمام صحابہ کرامؓ اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔
6. ہر ایک شخص جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے۔ خواہ وہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔
7. حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدد، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا۔ نبی ہونے کا ہرگز نہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ میں: ”اور اِن لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔“

ہمیں کسی دُنیاوی پارلیمنٹ سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم مسلمان ہوں یہ کافی ہے۔